141628-ساس اور بہو میں جھگڑا ماں چاہتی ہے کہ بیٹا ان سے دور رہے

سوال

میری والدہ اور میری بیوی کے مابین تعلقات بہت خراب ہیں، اور اس درجہ تک خراب ہو گئے ہیں کہ میری والدہ میری بیوی کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی، والدہ چاہتی ہے کہ ہم علیحدہ ہو جائیں، لیکن میں اپنی والدہ کو نہیں چھوڑنا چاہتا کیونکہ میں خاندان میں بڑا بیٹا ہوں، اور اسی طرح میں انہیں ناراض بھی نہیں کرنا چاہتا، تو کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ بیٹے پر ماں کا عظیم حق ہے، اور والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنا سب سے بڑا واجب ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور تیرا رب یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت مت کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر آپ کی زندگی میں وہ دونوں یا پھر ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو تم انہیں اف بھی مت کہو اور نہ ہی ان کی ڈانٹ ڈپٹ کرو، اور ان کے لیے اچھی اور نرم بات کہو}.الاسراء (23).

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے ان دونوں یعنی والدین کے علاوہ دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے جن کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور اللہ کی عبادت کرو، اور کسی کو بھی اللہ کے ساتھ شریک مت ٹھراؤ، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ، اور مسکینوں کے ساتھ اور قرابت دار ہمسائیوں کے ساتھ، اور اجنبی ہمسایہ کے ساتھ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ، اور راہ کے مسافر سے اور ان غلاموں سے حسن سلوک کرو، یقینا اللہ تعالی تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا}.النساء (36).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہر حقدار کو اس کا حق دینے کا حکم دیا ہے"

دیکھیں : صحیح بخاری حدیث نمبر (1968
).

چنانچہ والدین کا حق اور خاص کر سب
لوگوں کے حقوق پر مقدم ہے :

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ :

"ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم : لوگوں میں سے میرے لیے سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : تیری والدہ.

اس شخص نے عرض کیا : پھر کون ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : تیری والدہ.

اس شخص نے عرض کیا : پھر کون ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : تیری والدہ.

اس شخص نے عرض کیا : پھر کون ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : تیرا والد"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5971) صحیح
مسلم حدیث نمبر (2548).

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ انسان
دوسروں کو ان کے حق نہ دے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق دے جیسا کہ اوپر
بیان کیا گیا ہے، اور وہ ان حقوق میں توازن قائم کرے، اور اس میں حسب استطاعت ان
مصالح کو جمع کرے جن کی قدرت رکھتا ہے، اور وہ اپنے گھر کو چلانے میں حکمت سے کام
لیتے ہوئے اچھے طریقہ سے معاملات سرانجام دے.

دوم:

ساس اور بہو کے مابین اس قسم کی
مشکلات عام اور تکرار سے ہوتی ہیں، اور پھر یہ نئی چیز نہیں بلکہ قدیم دور سے ہی آ
رہی ہیں؛ لیکن ایک عقلمند شخص اپنے معاملات میں اچھی نظر رکھتا ہے اور اسے ایسے
طریقہ سے سرانجام دے کہ وہ ان مشکلات کو حسب استطاعت کم کر سکے، اور اس کے دروازے
بند کرے.

اسی لیے بیوی کا اپنے خاوند پر یہ حق
ہے کہ وہ اپنی بیوی کو علیحدہ رہائش لے کر دے.

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

"والدین اور بیوی کو ایک ہی رہائش
میں اکٹھے رکھنا جائز نہیں ہے (اور اسی طرح دوسرے رشتہ داروں کو بھی) اس لیے بیوی
کو حق حاصل ہے کہ ساس اور سسر میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنے سے انکار کر سکتی ہے؛
کیونکہ بیوی کے لیے مستقل اور علیحدہ رہائش پر وہ اپنے آپ اور اپنے مال اور اپنے
حقوق پر پرامن رہ سکتی ہے، اور کسی کو بھی اسے ساس اور سسر کے ساتھ رہنے پر مجبور
کرنے کا کوئی حق نہیں.

جمہور فقھاء احناف اور شافعی اور
حنابلہ کا یہی مسلک ہے.

اور مالکی حضرات نے شریف اور غیر
شریف عورت میں فرق کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

شریف عورت اور اس کی ساس و سسر کو
ایک ہی رہائش میں رکھنا جائز نہیں، لیکن اگر وہ عورت شریف نہیں تو پھر اسے ساس اور
سسر کے ساتھ رکھنا جائز ہے.

لیکن اگر غیر شریف عورت اور خاوند کے
ماں باپ کو ایک ہی رہائش میں رکھنے میں بیوی پر ضرر ہو تو پھر یہ بھی صحیح نہیں ہے
" انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ(109/25
).

آپ نے سوال میں جو صورت بیان کی ہے
اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشک و شبہ آپ کی ماں اور آپ کی بیوی کو ایک ہی رہائش
میں اکٹھا رکھنا ممکن نہیں، اور ان دونوں کو علیحدہ رکھنا واجب اور ضروری ہے.

خاص کر ماں نے ہی یہ مطالبہ کیا ہے،
اس لیے جتنی جلدی ہو سکے آپ علیحدہ ہو جائیں، اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کوئی
اور سوچ اور رائے مت رکھیں، یعنی آپ کا اپنی بیوی کو طلاق دینا یہ اس مشکل کا حل
نہیں ہے.

اور خاص کر جب آپ کا بیٹا بھی ہے؛
اور پھر یہ مشکل تو آئندہ بھی ہر بیوی کے ساتھ ہوگی جو بھی آپ اپنی ماں کے ساتھ رہائش
میں رکھیں گے.

اس لیے آپ کو جو رائے جلدی اختیار
کرنی چاہیے وہ آپ کی قدرت اور استطاعت کے مطابق ہے، وہ یہ کہ آپ اپنی بیوی کے لیے
کوئی مستقل اور علیحدہ رہائش تلاش کریں، اور اگر آپ رغبت رکھتے ہیں کہ آپ اپنی
والدہ کے قریب رہیں اور اس سے صلہ رحمی اور اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں تو آپ اپنی
والدہ کی رہائش کے قریب ترین رہائش تلاش کریں.

اس طرح آپ جب بھی گھر آئیں یا باہر
جائیں تو آپ کے لیے اپنی والدہ کے پاس جانا ممکن ہوگا، اس طرح آپ اپنی والدہ سے صلہ
رحمی و حسن سلوک اور بیوی کے ساتھ مشکلات سے راحت دونوں کو جمع کر سکتے ہیں.

اور اپنی والدہ سے ہمیشہ تعلق بھی
قائم رکھ سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت بھی قائم رکھیں آپ
پر جو حقوق واجب ہیں ان کی ادائیگی کریں اور اسے اس کی حیثیت کے مطابق رہائش لے کر
دیں.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (
97810) کے جواب کا مطالعہ ضرور
کریں.

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ
آپ کو رشد وہدایت سے نوازے اور آپ کے حالات کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم.